کیا تھا۔ (دیکھیے اسقروطی)

۶۔ اہرمن : (روح بد)۔ زرتشتی مذہب میں اہرمن، شیطان کا نمائندہ ہے، اور یزداں خدا کا۔ دیگر ملتوں سے اہرمن و یزداں، شیطان اور خدا کے بالترتیب مرادف بن چکے ہیں۔ لفظ ایزد بھی اب یزداں کا ہم معنی ہے حالانکہ یزداں، اصل میں ایزدان تھا = ایزد + آن)

۷۔ بعل : (لفظاً شوہر یا سردار)۔ فنیقیوں کا سورج دیوتا تھا۔ نیز دیکھیے قرآن مجید ۱۲۵ : ۳۷۔

۸۔ بھرتری ہری : اُجین کا مہاراجہ بھرتری ہری جس کا عہد حیات پہلی صدی ق۔م تا تیسری صدی عیسوی مختلف فیہ ہے۔ اس درویش حاکم کی سنسکرت کتاب 'بھرتری ہری شتک' معروف ہے۔ اقبال نے اس کے ایک سخن حکمت کا ترجمہ 'بال جبریل' کا سرنامہ بھی بنایا ہے۔

۹۔ تالسٹائے : لیو کاؤنٹ نکولا یوچ تالسٹائے (م ۱۹۱۰ء) روس کا اخلاق آموز فلسفی اور ناول نگار تھا جس کی درجنوں کتابوں کے تراجم دنیا کی اہم زبانوں میں موجود ہیں۔ تالسٹائے کا زندگی میں ایک پیر و مرشد کا سا احترام رہا اور اگرچہ اب عالم مسیحیت اسے کوئی مصلح نہیں مانتا، مگر ان کی کتابوں میں تجاویز اصلاح ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

۱۰۔ جمال : خدائے تعالیٰ کی صفت جمال، مراد ہے۔ شاعر نے 'جمال' سے اسرار پوچھے، مگر 'جلال' کی صفت نے ظاہر ہو کر اس کا سلسلۂ گفتگو منقطع کر دیا۔ (دیکھیے کتاب کا آخری حصہ)۔

۱۱۔ جمال الدین افغانی : سید موصوف اتحاد عالم اسلامی کے داعی تھے جنھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے علاوہ افغانوں، ایرانیوں، ترکوں، مصریوں اور روسیوں وغیرہم کو بیدار کیا۔ وہ ۱۸۹۷ء میں استنبول میں فوت اور دفن ہوئے مگر ۱۹۴۵ء میں ان کا تابوت کابل لا کر دفن کیا گیا۔

۱۲۔ جہاں دوست : وشوامتر مراد ہیں (شیوجی مہاراج) جو رام چندرجی کے استاد اور دوست بتائے جاتے ہیں۔

۱۳۔ جعفر از بنگال : میر جعفر علی خان (م ۱۷۶۵ء) جن کی غداری نے ۱۷۵۷ء کی جنگ پلاسی میں لارڈ کلائیو کے ہاتھوں نواب سراج الدولہؒ کو شکست دلوائی۔ (دیکھیے بعد میں صادق از دکن)

۱۴۔ حلاج : حسین بن منصور حلاج بیضاوی (م ۳۰۹ھ)، جن کا نعرہ 'اناالحق' ناقابل فراموش ہے۔

اقبال نے حلاج پر بہت لکھا ہے۔ حلاج کے شطحیاتی ملفوظات کی حامل تالیف کتاب الطواسین (مرتبہ لوئی میسنیون، پیرس ۱۹۱۳ء) اقبال کی محبوب کتب میں سے رہی ہے، اور فلک مشتری والے حصے میں اس کی بازگشت دیکھی جا سکتی ہے۔

۱۵۔ حورانِ بہشت: ایک تفریحی منظر، جس میں حورانِ بہشتی شاعر سے محو تکلم ہیں۔

۱۶۔ روحِ ہندوستان: شاعر نے برّصغیر کی روح کو ایک فرد کی صورت میں مجسّم کیا اور وہ وطن فروش غدّاروں (جعفر و صادق جیسے کردار) پر فریادی ہے۔

۱۷۔ رومی: مولانا جلال الدین محمد رومی (۶۰۴ - ۶۷۲ھ)، اقبال کے معنوی پیر و مرشد۔ مولانا بلخ میں پیدا ہوئے مگر زندگی کا بیشتر حصہ قونیہ (موجودہ ترکی) میں گزارا اور وہیں مدفون ہیں۔ مولانا کے مکتوبات ملفوظات (فیہ ما فیہ)، دیوانِ کبیر (دیوانِ شمس)، مجالسِ وعظ اور مثنوی کی دنیا بھر میں بغایت شہرت ہے۔ دیوان میں کوئی ۶۰ ہزار اشعار ہیں اور مثنوی شریف (۶ دفتر) میں تقریباً ۲۷ ہزار۔ جاوید نامے میں اقبال کے افلاکی رہنما وہی ہیں۔

۱۸۔ زنِ رقاصہ: گوتم بدھ کے طاسین (دیکھیے حاشیہ شمارہ ۳۵) میں اقبال نے ایک زنِ رقاصہ کا ذکر کیا جو اس مردِ حق کے ہاتھ پر توبہ کر کے رقص و سرود سے باز آگئی۔ بظاہر یہ ایک علامتی کردار ہے، اور کوئی خاص شخصیت مراد نہیں ہے۔

---

۳۵ جیسے شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانیؒ، بایزید بسطامی، شیخ ابو سعید ابی الخیر، شیخ جنید بغدادی، خوشحال خان خٹک (روہی)، زہیر (دورِ جاہلی کا عرب شاعر)، کارل مارکس، مصطفیٰ کمال اتاترک، برخیا اور سلطان شہاب الدین شاہمیری کشمیری وغیرہم۔ چار انبیا کی تعلیمات کی بنیادی باتیں بتاتے ہوئے شاعر نے زرتشت (زمانۂ حیات ۸۰۰ تا ۲۰۰۰ ق م مختلف فیہ)، گوتم بدھ (۵۶۸ - ۴۸۸ ق م)، حضرت مسیحؑ اور حضرت محمدؐ کے طواسین بھی دکھائے ہیں۔ طاسین یا طٰسٓ (طواسین جمع ہے)۔ قرآن مجید کے حروفِ مقطعات میں سے ہے اور حسین بن منصور حلاج کی کتاب کا نام بھی 'کتاب الطواسین' ہے۔ اقبال نے طواسین کو اسرار اور اساسیات کے معنی میں استعمال کیا ہے

۱۹۔ زروان : زرتشتی روایت کا ایک فرشتہ جو زمان و مکان کا کنٹرول رکھتا ہے۔

۲۰۔ زندہ رود : (دریائے بمعنی رواں) اقبال کا اخلاقی نام جو 'جاوید نامے' میں مستعمل ہوا ہے۔ اس کا مجازی ذکر فلک عطارد میں ہوا ہے۔ اصفہان (ایران) کے نزدیک سے زائندہ رود نام کا ایک دریا بہتا ہے۔ اس کا زندہ رود سے کچھ رابطہ نہیں ہے۔

۲۱۔ سروش : قدیم ایرانیوں (خصوصاً زرتشتیوں) کا فرشتۂ مقدس، جو سامی اقوام کا تقریباً جبرئیل ہے۔

۲۲۔ سعید حلیم پاشا : شاہزادہ محمد سعید حلیم پاشا، ترکی کی 'اصلاح دین پارٹی' کے صدر، جنگ عظیم کے دوران چند سال تک وزیرِ اعظم بھی رہے۔ ان کی کتاب 'اسلام لشمق' (اسلامیانا) معروف ہے مگر اقبال ان کے اس زبردست مقالے سے متاثر ہوئے جو فرانسیسی سے ترجمہ ہو کر حیدرآباد دکن کے سہ ماہی مجلے 'اسلامک کلچر' (انگریزی) کی سب سے پہلی اشاعت (جنوری ۱۹۲۷ء) کی زینت بنا تھا[۵۵] اس کا عنوان 'مسلمان معاشرے کی اصلاح' تھا اور اردو میں اس کے کم از کم ۳ تراجم راقم الحروف نے دیکھے ہیں۔ شاہزادہ موصوف ۱۸۶۳ء میں قسطنطنیہ (استنبول) میں پیدا ہوئے اور ۶ ستمبر ۱۹۲۱ء کو روم (اٹلی) میں ایک ارمنی کے ہاتھوں شہید کر دیے گئے تھے۔

۲۳۔ سلطان شہید : حضرت سلطان فتح علی ٹیپوؒ، والیٔ میسور مراد ہیں (شہادت ۱۷۹۹ء) جن سے اقبال بلکہ مسلمانوں کے ہر بہی خواہ کو بغایت عقیدت رہی ہے۔ اقبال ۱۹۲۹ء کے اوائل میں سلطان مرحوم کے مزار پر حاضر بھی ہوئے تھے۔

۲۴۔ شرف النساء بیگم (م ۱۷۴۴ء) : ان کے والد نواب زکریا خان اور دادا نواب عبدالصمد خان پنجاب کے گورنر رہے ہیں۔ بیگم موصوفہ کا 'سرو والا' مقبرہ لاہور میں معروف ہے مگر سکھوں نے اپنے عہد میں اسے کافی گزند پہنچائی۔ اقبال نے اس خدا پرست خاتون کا پسندیدہ معمول خود واضح کر دیا ہے۔ "تیغ و قرآن را جدا از من مکن۔"

---

[۵۵] انگریزی ترجمہ از محمد مارماڈیوک پکتھال، جو قرآن مجید کے انگریزی میں معروف مترجم ہیں۔

۲۵- شاہِ ہمدان : حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی (م ۷۸۶ھ/۱۳۸۴ء) کو علی ثانی اور حواریِ کشمیر کہتے ہیں۔ وہ ہمدان میں پیدا ہوئے۔ جوانی ختلان (موجودہ کولاب، تاجکستان) میں بسر کی اور ۷۷۴ھ میں وادیِ جموں و کشمیر میں وارد ہوئے۔ انھوں نے زندگی کا باقی حصہ اس وادی اور اس کے نواحی علاقوں جیسے گلگت اور بلتستان میں گزارا اور تبلیغی و اصلاحی خدمات انجام دیں۔ وہ ایک زبردست عارف، مقرر، مبلغ، مصنف اور شاعر تھے۔ ان کی اہم تر تصنیف "ذخیرۃ الملوک" ہے جو کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ وادیِ جموں و کشمیر کو اسلامی تہذیب سے مالا مال کرنے والے یہی بزرگ ہیں۔

۲۶- صادق از دکن : میر صادق، سلطان ٹیپو والیِ میسور کی افواج کا سالار جس کی غداری نے ۱۷۹۹ء میں برصغیر میں انگریزوں کے قدم مستحکم کر دیے۔

۲۷- طاہرہ، قرۃ العین (مقتول ۱۸۵۲ء) : نام زرین تاج اور القاب طاہرہ، قرۃ العین اور ام السلمہ۔ بابی مذہب کی پیرو فارسی شاعرہ، جس نے ترکِ عقیدہ اور شاہ ایران (ناصر الدین شاہ قاچار ۱۸۴۸ء-۱۸۹۶ء) کی ملکہ بن جانے پر قتل اور قید و بند کو ترجیح دی۔ طاہرہ، قزوین کی رہنے والی تھی۔ وہ شیراز، بغداد اور نجف بھی گئی اور ہر کہیں بابیت کی تبلیغ کرتی رہی۔ اقبال نے اس کی جرأت کی داد دی اور 'خاتونِ عجم' کے شعری عروج کو سراہا ہے۔

۲۸- غالب : میرزا اسد اللہ بیگ خان اسد یا غالب (۱۷۹۷-۱۸۶۹ء) دہلوی۔ اقبال نے 'جاوید نامے' میں میرزا موصوف سے ایک اردو شعر کی شرح لکھی اور 'حقیقت رحمۃ للعالمینؐ' کے بارے میں ان کی فارسی مثنوی کے ایک شعر کو معنی خیز انداز میں تضمین کیا ہے۔ اقبال، میرزا کی نثر و نظم کے غیر معمولی قدر دان تھے۔ یہاں بھی انھوں نے غالب کو حلاج اور طاہرہ ایسے 'آزادگاں' میں شامل دکھایا ہے۔

۲۹- غنی کشمیری : مُلا محمد طاہر غنی کشمیری (م ۱۰۷۹ھ) فارسی کے معروف شاعر، جن کے اجداد شاہِ ہمدان کے ساتھ وادیِ جموں و کشمیر میں وارد ہوئے تھے۔ ان کی وقت پسندی اور درویش مشربی معروف ہے۔

۳۰- فرعون : حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ کا معاصر شاہِ مصر جس کی نعش (ممیائی ہوئی) اب تک قاہرہ کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ اس کا اور حضرت موسیٰؑ کا زمانہ ۱۲ صدی ق م بتایا جاتا ہے۔

۳۱- فرزمرز : ایک افرنگ زدہ یا شیطانی فرضی کردار۔ (افرنگیوں کے شیطان)

۳۲- کشنر (کچنر) : لارڈ کچنر (م ۱۹۱۶ء) مراد ہے جسے اقبال نے فرعون [illegible] والیِ خرطوم، حاکم سوڈان) کے القاب دیے ہیں۔ وہ مصر، سوڈان، ہندوستان اور افریقہ کے انگریزی مستعمرات میں فوجی کمانڈر رہا اور فیلڈ مارشل اور ڈاکٹریٹ کے اعزاز بھی رکھتا تھا۔ ۱۹۱۶ء میں روس جاتے ہوئے اس کے بحری جہاز کو ایک جرمن آبدوز نے ڈبو دیا اور خود اس کی نعش تک نہ مل سکی۔

۳۳- لات : قبیلہ ثقیف کا سورج دیوتا تھا۔ اس قبیلے کا بڑا معبد طائف میں تھا۔

۳۴- منات : یہ عورت کی شکل پر بنائی ہوئی معبودہ تھی جسے قبیلہ خزرج پوجتا تھا۔ دورِ جاہلی کے جملہ اعراب کی بھی یہ معبودہ تھی جسے قضا و قدر کا مختارِ کل مانا جاتا تھا۔

۳۵- مہدی سوڈانی : محمد احمد سوڈانی (م ۱۸۸۵ء)، جن کا دعویٰ مہدویت مختلف فیہ ہے۔ انھوں نے انگریزوں اور ان کے حلیفوں سے جنگ کر کے خرطوم اور اس کے نواح کے علاقوں کو آزاد کروایا اور شریعت کے احکام کا نفاذ کرنے والی اسلامی حکومت قائم کی۔ مگر ۱۸۹۸ء میں جب فیلڈ مارشل لارڈ کچنر نے خرطوم کو دوبارہ مسخر کیا، تو جوشِ انتقام میں مہدی مرحوم کے مقبرے کو توپوں سے اڑوا دیا اور ان کی نعش کی بے حرمتی کی۔ 'جاوید نامے' کے فلکِ زحل میں ان ہی واقعات کی طرف اشارہ ہے۔

۳۶- نادر شاہ : نادر شاہ افشار (۱۷۳۶ - ۱۷۴۷ء) کی غارت گری دہلی (۱۷۳۹ء) کس نے نہ پڑھی ہوگی :

نادر نے لوٹی دلّی کی دولت — اک ضربِ شمشیر، افسانہ کوتاہ (ضربِ کلیم)

مگر اقبال، نادر کی ان کوششوں کے قدر دان تھے جو اس نے سُنّی شیعہ اتحاد کے لیے کی تھیں۔

۳۷- ناصر خسرو علوی قبادیانی بلخی (م ۴۸۱ھ) : فارسی کا اخلاق آموز مصنف اور شاعر۔ اس کا تعلق اسماعیلی فرقے سے تھا۔

۳۸۔ نبیجہ مریخ : ایک مدعی عورت ، جو عورتوں کو مردوں سے اجتناب کرنے کی دعوت دیتی نظر آتی ہے)۔ فلک مریخ کا یہ ایک فرضی اور انتقادآمیز کردار ہے۔

۳۹۔ نسر : دو ستاروں کے نمونے پر (گدھ کا سا) تراشا ہوا بت جسے دورِ جاہلی کے عرب معبود مانتے تھے۔

۴۰۔ نیٹشا : جرمن فلسفی فریڈرک نیٹشا (م ۔ ۱۹۰۰ء) اقبال کے ہاں کئی جگہ مذکور ہے اور اس سلسلے میں کافی لکھا بھی گیا ہے۔

۴۱۔ یعوق : گھوڑے کی شکل کا بت جسے حضرت نوح کے معاصر گمراہ لوگ (دیکھیے قرآن مجید : ۷۱ : ۲۳) اور دورِ جاہلی کے یمنی عرب پوجتے تھے۔

'جاوید نامے' کے اصل کردار بظاہر اتنے ہی ہیں۔

حیاتِ محمدؐ

محمد حسین ہیکل — اردو ترجمہ : ابویحییٰ امام خاں

مصر کے نامور ادیب اور محقق محمد حسین ہیکل کی مشہور تصنیف "سیرۃ النبی محمدؐ" کا یہ ترجمہ ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کے حالات نہایت مؤثر اور دلنشین انداز میں لکھے گئے ہیں اور ان واقعات کو خصوصیت سے اجاگر کیا گیا ہے جن کا تعلق زندگی کے بنیادی حقائق اور اس دور کے اہم مسائل سے ہے۔ اس کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں مستشرقین کے ان تمام اعتراضات کا نہایت مدلل جواب دیا گیا ہے جو وہ اسلام اور پیغمبر اسلام پر کرتے رہتے تھے۔

صفحات : ۶۵۴+۸ قیمت : ۲۷/۰۰ روپے

ملنے کا پتہ

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ ، کلب روڈ ، لاہور

محمد عبداللہ قریشی

امام الادب مولانا فیض الحسن سہارنپوری

(۲)

مولانا فیض الحسن عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں کے باکمال ادیب اور شاعر تھے۔ فیضی کے ساتھ خیالؔ تخلص بھی کرتے تھے[1]۔ سخن فہمی اور نکتہ سنجی میں ان کا کوئی حریف نہ تھا۔ ان کے دم قدم سے پنجاب میں اُردو کا باغ لہلہا رہا تھا۔ ان کی موجودگی سے انجمن پنجاب کے مشاعروں میں بڑی رونق ہوتی تھی۔ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ ان میں شریک ہو کر دادِ سخن دیتے اور اُردو کی آبیاری کرتے۔ مولانا محمد حسین آزادؔ سے ان کی اکثر نوک جھونک رہتی جو بڑی پُر لطف اور مفید ہوتی تھی۔

میر محفوظ علی ناقل ہیں کہ جن دنوں مولانا محمد حسین آزادؔ اور مولانا فیض الحسن اورینٹل کالج لاہور میں بر سرِ خدمت تھے۔ دونوں میں شکر رنجی تھی۔ جب مولانا فیض الحسن، مولانا آزاد کے کمرے کی طرف سے گزرتے تو ادھر منہ کر کے کھنکار کر تھوک دیتے۔ جب دو ایک مرتبہ یہ حرکت ہوئی اور آزاد سمجھ گئے کہ یہ اتفاق نہیں بلکہ ارادی ہے تو ایک مرتبہ جب مولوی فیض الحسن ادھر سے گزرنے لگے، آزاد اپنے کمرے کے دروازہ پر آ کر منہ بنا کر کہنے لگے "اے ے۔ میں تو تھوکتا بھی نہیں"[2]

بہت سی تصانیف مولانا کے علم و فضل کی یادگار ہیں جن میں سے معلوم و موجود کے نام یہ ہیں:

۱۔ حل ابیات بیضاوی (عربی)

قرآن مجید کی تفسیروں میں بیضاوی کا خاص درجہ ہے۔ یہ قاضی ناصر الدین بیضاوی کی تصنیف ہے

---

[1] خمخانۂ جاوید، جلد سوم، ص ۶۵۱

[2] نوادر مؤلفہ از اعسکری لکھنوی مطبوعہ ادبی پریس لکھنؤ، ص ۱۱۲

اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قرآن مجید کی تشریح بالعموم لغت اور صرف و نحو کے اعتبار سے کی گئی ہے۔ مولانا فیض الحسن نے ان تمام اشعار کی تشریح فرمائی ہے جو تفسیر بیضاوی میں مذکور ہیں تاکہ ان کے سمجھنے اور صحیح تفسیر ذہن نشین کر لینے میں کوئی مشکل پیش نہ آسکے۔ یہ کتاب ۲۱۰ صفحات کی ہے اور ۷ رجب ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء کو مطبع فخر المطابع دہلی میں طبع ہوئی ہے۔ اس کا دوسرا نام شواہد التفسیر ہے اور عربی میں ہے۔ بڑی بڑی درس گاہوں یہاں تک کہ میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے درس میں بھی اس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہا ہے۔

۱۔ تعلیقات الجلالین

یہ ۳۰۷ صفحوں کی کتاب ہے اور عربی میں ہے۔ اسے حاشیہ تفسیر جلالین بھی کہتے ہیں۔ یہ ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء میں انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ میں طبع ہوئی تھی۔ تفسیر جلالین میں قرآن مجید کی تشریح حد درجہ ایجاز و اختصار سے کی گئی ہے۔ مولانا فیض الحسن تعلیقات کے آغاز میں فرماتے ہیں کہ "تفسیر جلالین لفظی اور معنوی اعتبار سے قرآن مجید کی بہترین تفسیروں میں شمار ہوتی اور کثرت سے پڑھی جاتی ہے۔ اس میں کئی ایسے حقائق اور معارف موجود ہیں جن کی طرف ابھی تک لوگوں کی توجہ مبذول نہیں ہوئی۔ یہ دیکھ کر میں نے ارادہ کیا کہ اپنی کم فہمی اور قلت بضاعت کے باوجود اس کتاب کی شرح لکھوں۔ چنانچہ میں نے اللہ کا نام لے کر کام شروع کر دیا۔ اس کام کے دوران مجھے کئی مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری اور برابر اس مبارک کام میں مشغول رہا یہاں تک اسے ختم کر کے ہی چھوڑا۔

۲۔ فیضی (شرح حماسہ)

کتاب الحماسہ مختلف اصناف اور مختلف شعرا کے عربی اشعار کا مجموعہ ہے جسے ابو تمام حبیب بن اوس المتوفی ۲۳۲ھ/۸۵۰ء نے مرتب کیا تھا۔ ابو تمام خلیفہ مامون الرشید اور معتصم کے زمانے کا مشہور شاعر تھا۔ اس نے اپنے ذوق کے موافق مختلف شعرا کے اشعار جمع کر کے کتاب کی صورت دے دی ہے۔ مولانا فیض الحسن نے اس کی تشریح عربی میں لکھی ہے" جس میں اشعار کے معانی بیان کیے ہیں۔ نحوی تشریح کی ہے۔ اشعار میں جہاں جہاں واقعات بیان ہوتے ہیں ان کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ان